اور رموزِ بیخودی کے حوالے سے اقبال کے اس ذہنی سفر کی روداد کا احاطہ بڑے ایجاز و اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے جو ۱۹۰۷ء میں اقبال کے نظامِ فکر میں مسلم قومیت کے تصور سے شروع ہوکر دسمبر ۱۹۳۰ء میں تصورِ پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا : اقبال اپنے خطبۂ مسلم لیگ الہ آباد میں کہتے ہیں :

”میری خواہش ہے کہ پنجاب ، صوبہ سرحد ، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد مملکت بنا دی جائے - برطانوی سلطنت کے اندر حکومت خود اختیاری ملے یا برطانوی سلطنت سے باہر ، مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہند میں ایک مستحکم و متحد مسلم مملکت کی تشکیل مسلمانوں --- کم از کم شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے لیے بالآخر مقدر ہو چکی ہے -“

اس مملکت کے قیام کی غرض و غایت بھی انھوں نے اسی خطبے میں بیان کر دی تھی :

”برصغیر ہند دنیا میں سب سے بڑا مسلم بلاک ہے - اس ملک میں اسلام کی زندگی ، بحیثیت ایک تمدنی قوت کے ، بڑی حد تک اس امر پر منحصر ہے کہ اس کو ایک مخصوص رقبے میں مرتکز کر دیا جائے -“

گویا اسلام کی تمدنی قوت کے ارتکاز اور اس خطے میں ایک مثالی معاشرے کا قیام ایک تجربہ گاہ کے طور پر تھا جس کا ذکر اقبال نے ڈاکٹر نکلسن کے نام اپنے ایک خط میں بھی کیا تھا -

اقبال کا تصوراتی ملک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرضِ وجود میں آ گیا مگر اس میں ایک مثالی معاشرے کے قیام کا تجربہ ، یہ ایک نازک سوال ہے جس کا جواب پاکستانی قوم پر قرض ہے -

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

جشن صد سالہ اقبال کے عربی مقالات

جشن صد سالہ اقبال کے موقع پر پہلی بین الاقوامی کانگرس میں جو مقالات، قصائد اور نظمیں عربی میں پیش کی گئیں ان میں سے صرف سات مقالات اور دو قصائد طباعت و اشاعت کے قابل قرار پا سکے جو مطبوعہ مجموعے کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں، ایک سو تیس کے قریب صفحات پر مشتمل اس مجموعہ مقالات میں ڈاکٹر عبدالودود شلبی چیف ایڈیٹر مجلۃ الازہر مصر، ڈاکٹر محمد السعید جمال الدین استاد فارسی، عین شمس یونیورسٹی مصر، ڈاکٹر حسین علی محفوظ استاذ السنۃ شرقیہ بغداد یونیورسٹی عراق، ڈاکٹر محمد السویسی استاذ ادبیات عربی تونس یونیورسٹی تونس، جرمن مستشرق پروفیسر ڈاکٹر وائیشر، ڈاکٹر عبدالمعین ملوحی ممبر عرب اکیڈمی دمشق شام اور ڈاکٹر حسین مجیب المصری کے مقالات کے علاوہ ڈاکٹر عبدالرزاق محی الدین صدر عرب اکیڈمی عراق اور استاذ مبارک المغربی سوڈان کے قصائد بھی شامل ہیں۔

ڈاکٹر شلبی نے اقبال کی نظم (ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام کو بنیاد بنا کر اقبال کے فکر و شعر کی جہت متعین کرنے کے علاوہ ان کے پیغام کی بھی تشریح کی ہے۔ مقالے کا عنوان ہے: (محمد اقبال ملک الشعرائے اسلام) مقالہ نگار کے اسلوب تحریر میں اگرچہ جذبات کا تموج بڑی شدت کے ساتھ نظر آتا ہے تاہم اقبال سے گہری و مخلصانہ عقیدت کے علاوہ فکر و شعر کی حقیقی روح اور پیغام کے ابعاد کا ادراک بھی موجود ہے، ڈاکٹر شلبی کے نزدیک اقبال کی حقیقی عظمت یہ ہے کہ انہوں نے رسالت محمدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کا حقیقی ادراک کیا اور روح اسلام کو اسی طرح جانا اور پہچانا ہے جس طرح وہ اللہ کی جانب سے رسول امین کے قلب اطہر پر نازل ہوا اور پھر صحابہ کرام اور سلف صالح نے اس پر عمل کیا ہے اس لیے شلبی کی رائے میں اگر حضرت حسان بن ثابت انصاری شاعر رسول ہیں تو بلاشبہ اقبال شاعر رسالت ہونے کے منصب پر فائز ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ملک الشعرائے اسلام کے لقب کے صحیح حقدار اور سزاوار ہیں۔

ڈاکٹر سعید جمال الدین کا مقالہ بعنوان (اقبال مصر میں) اس لحاظ سے بہت وقیع ہے کہ ایک مصری دانشور ہونے کی حیثیت سے انہیں براہ راست ان اہل علم سے معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا جو اقبال کے ورود مصر کے وقت قاہرہ میں

موجود تھے اور اقبال کا استقبال کرنے اور ان کی مجالس سخن میں شریک ہونے والوں میں شامل تھے ضمنی طور پر بلاد عرب میں اقبال کو متعارف کرانے کے لیے مصریوں نے جو کام کیا ہے اس کا اجمالی تذکرہ موجود ہے تاہم اقبال کے دورۂ مصر کے سلسلے کی بہت سی کڑیاں مفقود ہیں جن کی طرف مقالہ نگار نے توجہ نہیں دی مثلاً جمعیۃ الشبان المسلمین نے اقبال کے اعزاز میں جو استقبالیہ دیا تھا اس کی مکمل رو داد مجلہ جمعیۃ الشبان المسلمین کے ایک خصوصی شمارے میں شائع ہوئی تھی مگر مقالہ نگار نے اس سے صرف نظر کیا ہے، اس موقع پر اقبال الازہر یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں تشریف لے گئے تھے اور ازہری علماء سے ملاقات و تبادلہ خیالات کیا - اس کے تفصیلی کوائف روزنامہ الاہرام نے شائع کیے تھے ، قاہرہ کے بعض شعراء نے اقبال کی شان میں قصائد کہے تھے اور بعض اخبارات و رسائل نے اقبال کے متعلق خصوصی مقالات و مضامین شائع کیے تھے - اس مقالے میں ان میں سے کسی کا تذکرہ موجود نہیں ہے ، پھر بیت المقدس میں مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں شرکت ، مختلف زعماء سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کی رو داد بھی اسی دورۂ مصر کا حصہ قرار دی جا سکتی ہے - مگر مقالہ نگار نے اس کی طرف بھی توجہ مبذول نہیں کی -

ڈاکٹر حسین علی محفوظ کا مقالہ (ورثہ اقبال پر ایک نظر) اس لحاظ سے ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ مقالہ نگار عربی کے علاوہ فارسی زبان کے بھی عالم ہیں اس لیے اقبال کے فارسی کلام سے براہ راست مستفید ہونے کے اہل ہیں اور اس کا عملی ثبوت ان کے مقالے میں موجود ہے - علاوہ ازیں انھوں نے اپنی زندگی کا ایک حصہ برصغیر میں بھی گزارا ہے اس لیے وہ اقبال کے تاریخی و سماجی پس منظر سے بھی آگاہ ہیں ، عراق میں اقبال پر جو کام ہوا ہے اس کا اجمالی تذکرہ بھی اس مقالے میں موجود ہے -

جرمن مستشرق ڈاکٹر بی ایم وانشر کا مقالہ (محمد اقبال اور مغربی ثقافت و تمدن سے ان کا رشتہ) اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ موصوف نے مغربی مفکرین خصوصاً جرمن مفکرین و شعراء اور ان میں سے بھی بطور خاص ہیگل ، نتیشہ اور گوئٹے کے افکار نے اقبال کے فکر و فن پر جو اثرات ڈالے ہیں ان سے بحث کی ہے - مقالہ نگار کے بعض خیالات اور اخذ کردہ نتائج سے اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ وانشر کے مقالے میں موضوع کا گہرا اور مفصل جائزہ موجود ہے -

شام کے فاضل ادیب استاذ عبدالمعین ملوحی کے مقالے (محمد اقبال شاعر اسلام و انقلاب) میں اقبال کی شاعری کے ان پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے ، جو اشتراکیت و شیوعیت سے تعلق رکھتے ہیں - مقالہ نگار کے ہاں مرکزی حیثیت اقبال کی نظم

(یعنی خدا کے حضور میں) کو حاصل ہے ، اس نظم کے مکمل ترجمے ، مندرجات پر تبصرے اور استدلال کی کوشش کی گئی ہے -

ڈاکٹر حسین مجیب المصری کے مقالے (اقبال و قرآن) میں اقبال کے فکر و شعر کا جو تعلق قرآن کریم سے ہے اس کی وضاحت و تشریح کی کوشش کی گئی ہے ، مقالہ نگار کی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن مجید کو اقبال کی شاعری اور فلسفے میں بنیادی سر چشمے کی حیثیت حاصل ہے -

اس مجموعے میں دو عربی قصائد بھی شامل ہیں جو اقبال کی نذر کیے گئے ہیں ، دونوں قصیدے بہت دلچسپ اور خوبصورت ہیں تاہم ڈاکٹر عبدالرزاق محی الدین کے قصیدے میں پختہ اسلوب کے ساتھ اقبال کے فکر و شعر کی حدود اور دور رس اثرات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے جبکہ مبارک المغربی کے قصیدے میں خوبصورت الفاظ ، جاندار اسلوب میں جذبات عقیدت کا ایک دریا موجزن نظر آتا ہے!

یہ مجموعہ اقبالیات کی لائبریری کے لیے ایک یادگاری اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے - اس سے اقبال کی شاعری اور فلسفے کے متعدد پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے ، یہ نگارشات اقبال کے فلسفہ و شعر کے ان تراجم کی مرہون منت نظر آتی ہیں جو غیر ملکی اہل علم نے مختلف زبانوں خصوصاً عربی میں کیے ہیں ، یہ تراجم اپنی تمام تر خوبیوں اور اہمیت کے باوجود اقبال فہمی میں کما حقہ ممد و معاون نہیں ہو سکتے بلکہ یہ تراجم عرب دنیا میں غلط فہمیوں کا باعث بھی ہو رہے ہیں خصوصاً خطبات اقبال کا عربی ترجمہ تو راسخ العقیدہ مسلمان مفکرین کے ذہن پر کچھ اچھے اثرات کا باعث نہیں ہے ، اس صورت حال سے الحاد کے علمبردار عرب دانشور فائدہ اٹھاتے ہیں ، عربوں کے ذہن سے فکر اقبال کے اثرات کو زائل کرنے اور اقبال کے مکتب فکر کا تتبع کرنے والے شعراء و ادباء کی تحریک کو روکنے کے لیے کوشاں ہیں ، اقبال کی شاعری میں عالم عرب کے ہر خطے کی عظمت کے گیت موجود ہیں خلیج فارس سے لے کر بحر ظلمات کے ساحل تک ہر گوشے کے دکھوں کی ترجمانی موجود ہے - عرب اقبال کو اپنے دلوں کی آواز اور جذبات کا ترجمان مانتے ہیں، پاکستان کے لیے عربوں کے دلوں میں اترنے کے لیے اقبال ایک بہترین وسیلہ ہے مگر ہم نے اس وسیلے سے آج تک کما حقہ کام نہیں لیا ، اقبالیات اور عرب دنیا کے تعلق میں جس کام کی ضرورت ہے اس کی تین جہتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ اقبال پر جو کچھ عرب دنیا میں کتابوں ، مقالات اور اشعار کی شکل میں لکھا یا کہا جا چکا ہے اسے مکمل شکل میں یک جا کیا جائے ، دوسری جہت یہ ہے کہ اقبالیات کے اس عربی ادب کا مکمل تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے اور تیسری جہت یہ ہے کہ عرب دنیا کو اقبال ، ان کے فکر اور شاعری سے صحیح ، واضح اور جامع انداز میں متعارف کرایا جائے -